Lesson 208 Surah Rum 1-19 tafsir

سورت الروم مکی سورت ہے اس کے 6 رکوع اور 60 آیات ہیں الفاظ اور کلمات کی تعداد 827 حروف کی تعداد 3547 ہے اور پہلی آیت کے لفظ **غُلِبَتِ الرُّومُ** سے اس کا نام لیا گیا ہے اور اس سورت کا زمانۂ نزول وہی ہے جو سورت العنکبوت کا ہے۔ سورت الروم کا اور سورت العنکبوت کا ایک قرآنی نام بھی ہے اور وہ کیا ہے؟ دونوں کا نام **الٓمّٓ (ا ل م)** ہے اور دونوں سورتوں کا آغاز **الٓمّٓ** سے ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سورت الروم سورت العنکبوت کا مثنیٰ ہے، جوڑا ہے۔ دونوں کا قرآنی نام بھی **الٓمّٓ** ہے اور پھر دونوں کے مرکزی مضمون میں بھی کوئی خاص فرق نہیں ہے وہاں پر بھی مسلمانوں کو نصرتِ الٰہی اور غلبے کی خوشخبری دی گئی تھی اور توحید کے لئے کائنات سے دلائل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو تسلی دی گئی اور بتایا کہ دنیا کے بعد آخرت ہے اور حق ہے اور عدل ہے تو یہاں بھی اسی طرح کا مضمون آپ کو ملے گا تو آئیے دیکھتے ہیں کہ اس سورت میں اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں آغاز بڑا ہی خوبصورت ہے بڑا ہی بہترین ہے

آیت نمبر 1۔ **الٓمّٓ**
ترجمہ۔ ا ل م

الٓمّٓ کے معنی اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور جو خاص بات ہے وہ کیا ہے کہ یہ اس سورت کا قرآنی نام ہے یہی پچھلی سورت کا بھی نام ہے اور دونوں سورتوں کے مرکزی مضمون میں، عمود میں کوئی خاص فرق نہیں ہے تو اللہ رب العزت کیا فرماتے ہیں الف لام میم کہنے کے بعد

آیت نمبر 2۔ غُلِبَتِ الرُّومُ
ترجمہ۔ رومی قریب کی سرزمین میں مغلوب ہو گئے ہیں

غُلِبَتِ الرُّومُ رومی مغلوب ہو گئے تو **غُلِبَتِ** یہ ماضی مجہول ہے تو گویا کہ یہاں پہ کیا بات بتائی جارہی ہے کہ رومی مغلوب ہو گئے، رومیوں کو شکست ہو گئی اور روم ایک ملک کا نام ہے اور جو روم کے اندر رہنے والے تھے وہ کون لوگ تھے ؟ رومی تھے اور ان کا عقیدہ کیا تھا؟ رومی عقیدہ کے اعتبار سے عیسائی تھے ان کو شکست ہو گئی ہے اور علاقہ ان کا کونسا تھا؟

آیت نمبر 3۔ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ
ترجمہ۔ اور اپنی اِس مغلوبیت کے بعد چند سال کے اندر وہ غالب ہو جائیں گے

فِي أَدْنَى الْأَرْضِ اور **أَدْنَى** آپ یہ لفظ پہلے بھی پڑھ چکی ہیں۔ **أَدْنَى** کا معنی کیا ہے؟ قریب ترین۔ آپ جو **دنیا** کا لفظ پڑھتی ہیں تو اس کا بھی یہی مادہ ہے **(د ن و) (د ن ی)** دونوں اس کے مادے ہیں اگر **(د ن و)** ہے تو کیا ہے کہ جیسے کوئی چیز حقیر ہے، ردی ہے ادنیٰ اور اگر **(د ن ی)** ہے تو کیا ہے جھکنا، نزدیک ہونا، قریب ہونا، تو جو قریب قریب چیزیں ہوتی ہیں وہ ملی ہوئی بھی ہوتی ہیں تو آپ دیکھیں گی بعض لوگوں نے پھر اس کا ترجمہ یہ بھی کیا ہوا ہے کہ ملی ہوئی زمین میں اور کسی نے پھر یہ ترجمہ بھی کیا کہ قریب کی زمین میں **فِي أَدْنَى الْأَرْضِ** قریب کی زمین میں رومی مغلوب ہو گئے

تو **الْأَرْضِ** سے مراد کیا ہے ؟ مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے مراد شام اور فلسطین کا علاقہ ہے تو بتایا جا رہا ہے کہ رومی شام اور فلسطین کے علاقے میں مغلوب ہو گئے پھر اللّٰہ رب العزت بتا رہے ہیں **وَهُم مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ** اور ان کے مغلوب ہونے کے بعد (ان کو شکست ہو گئی ہے) لیکن اس مغلوب ہونے کے بعد پھر ہوگا کیا؟ **سَيَغْلِبُونَ** عنقریب وہ غالب آ جائیں گے، عنقریب ان کو فتح نصیب ہوگی تو آپ دیکھئے کہ یہ آیت نمبر 2 اور 3 سے ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے کہ اللّٰہ رب العزت اُس زمانے میں جو حالات درپیش تھے ایک طرف اُس پر تبصرہ کر رہے ہیں اور دوسری طرف دو پیشین گوئیاں کر رہے ہیں تو اُس زمانے میں حالات کیا تھے؟ حالات یہ تھے کہ دو بڑی طاقتیں تھیں ایک روم اور دوسری ایران تو جو روم میں رہنے والے لوگ تھے وہ عیسائی تھے اور ایران میں رہنے والے لوگ مجوسی تھے وہ آگ کی پوجا کرنے والے تھے۔ کیونکہ روم اور ایران دو بڑی طاقتیں تھیں تو ان کی آپس میں لڑائی ہوتی رہتی تھی اب آپ دیکھیں کہ عیسائی کون تھے؟ گویا کہ اہل کتاب میں سے تھے اللّٰہ کو ماننے والے تھے اور جو ایران کے رہنے والے تھے، جو فارسی تھے،وہ آگ کی پوجا کرنے والے تھے، شرک کرنے والے تھے تو اہل مکہ ایرانیوں کے ساتھ ہمدردی رکھتے تھے کیونکہ مکہ میں بھی دو قومیں آباد تھیں ایک شرک کرنے والی تھی اور ایک اللّٰہ پر ایمان لانے والی تھی تو جو شرک کرنے والے مشرکین تھے ان کی ہمدردیاں اور ان کی دلچسپیاں ایرانیوں (فارسیوں) کے ساتھ تھیں اور مسلمانوں کی ہمدردیاں رومیوں کے ساتھ تھیں کیونکہ وہ عیسائی تھے اور اہل کتاب تھے۔ اب ہوا کیا کہ ایرانیوں نے لڑائی کی اور انہوں نے روم کے جو عیسائی تھے ان کو شکست دے دی اور کہتے ہیں کہ شکست ایسی تھی کہ جس پر روم کے عیسائی بہت ہی اداس اور بہت ہی پریشان بھی تھے حتیٰ کہ ایرانی بیت المقدس سے ان کی صلیب تک اتار کے لے گئے تو بہت زیادہ سخت شکست تھی اب رسول اللّٰہ ﷺ مکہ میں دعوت دے رہے تھے آپ ﷺ نے اپنی رسالت کا اعلان کیا تھا آپ ﷺ نبی بن چکے تھے اور آپ کو یہ بات بھی پتہ ہے کہ 570 عیسوی میں رسول اللّٰہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو اس کے چالیس سال بعد آپ کی بعثت ہوئی یعنی 610عیسوی میں آپ کو نبوت ملی ہے اور ادھر روم اور ایران میں 602 عیسوی سے لے کر 614 عیسوی تک آپس میں لڑائیاں جاری تھیں اب جب رسول اللّٰہ ﷺ نے مکہ میں دعوت دینی شروع کی توحید ،آخرت، رسالت کے عقائد بیان کرنے شروع کیے اور ساتھ ہی قرآن کو پیش کرنا شروع کیا تو اس میں کیا تھا کہ اللّٰہ پر ایمان رکھنا ضروری ہے دنیا کی زندگی کچھ نہیں ہے پھر مر جائیں گے پھر آخرت ہوگی حساب کتاب ہوگا اور دوسری طرف جو ارد گرد کے بین الاقوامی حالات تھے اس میں کیا تھا کہ دو بڑی طاقتیں ہیں آپس میں ان کی ٹھنی رہتی ہے لڑائی ہوتی رہتی ہے۔ ایک طاقت ایسی ہے جو اللّٰہ پر یقین رکھتی ہے گو کہ اب ان کے اندر صلیب اور بہت سے چیزیں آ چکی تھیں لیکن ماننے والے تو وہ اللّٰہ ہی کو تھے اور دوسری طرف شرک کرنے والے تھے جو آگ کی پوجا کرنے والے تھے اب ہوا کیا کہ اللّٰہ کو ماننے والوں پر آگ کی پوجا کرنے والے غالب آگئے تو مکہ کے مشرکوں نے شور مچا دیا انہوں نے مذاق اڑانا شروع کیا انہوں نے کیا بات کہی؟ کہ وہ (رومی)لوگ بھی تو اللّٰہ کو ماننے والے تھے تو اگر ان کو شکست ہو گئی ہے تو اسی طرح یہ جو مکہ میں نیا دین پیدا ہوا ہے حالانکہ وہ دینِ ابراہیمی کے ماننے والے تھے لیکن انہوں نے کہا کہ ان کو بھی شکست ہو جائے گی انہوں نےمسلمانوں کا مذاق اڑانا شروع کیا اور کہتے ہیں کہ رسول اللّٰہ ﷺ کی بعثت کے چند سال بعد یہ واقعہ ہوا تھا کچھ ہی عرصہ ہوا تھا آپ کو نبی بنے ہوئے آپ اپنی دعوت بڑے زوروں سے دے رہے تھے لوگ اسلام قبول کر رہے تھے آخرت کا عقیدہ بھی بتایا جارہا تھا تو اب جب فارس کی حکومت عیسائی حکومت پر غالب آگئی تو مشرکوں کو خوشی ہوئی اور مسلمانوں کو غم ہوا اور کافر اس کا حوالہ دے دے کر کہتے تھے کہ جیسا عیسائیوں پر ایرانی غالب آگئے بالکل اسی طرح ہم

ان ایمان لانے والوں پر غالب آ جائیں گے ہمیں بھی ان پر فتح ہوگی تو حالات مسلمانوں کے لئے بڑے ہی سخت تھے کیونکہ آپ دیکھیں کسی ملک میں دو ٹیموں کا میچ ہو رہا ہو بہت سی ٹیمیں آ رہی ہیں جا رہی ہیں اور اس میں آپ کے ملک کی ٹیم نہیں بھی کھیل رہی دو ٹیمیں کھیل رہی ہیں لیکن اصول اگر مشترک ہیں کسی ملک کے ساتھ یا طور طریقے، کوئی تجارتی لین دین کے کوئی معاہدے ہیں تو آپ کی ہمدردیاں اس ملک کے ساتھ ہوتی ہیں اس ملک کی ٹیم کے ساتھ ہوتی ہیں تو کوئی نہ کوئی قدر مشترک ہوتی ہے تو اب یہاں پر جب مسلمانوں کا مکہ والوں نے مذاق اڑانا شروع کیا تو کہتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو تسلی دینے کے لئے اور رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی حقانیت میں اور قرآن کی حقانیت میں یہ سورت الروم نازل ہوئی اور اس کے آغاز ہی میں یہ بات کہی گئی **الٓمٓ(1) غلیبت الروم** (2) رومیوں کو شکست ہوگئی ہے یہ مغلوب ہوگئے ہیں **فِي أَدْنَى الْأَرْضِ** مکہ کے قریبی زمین میں. قریب کا ہی علاقہ تھا شام اور فلسطین کا علاقہ مکہ کے لوگوں تک بھی اس کی خبر پہنچ چکی تھی تو آج قریب کی سرزمین میں اگر اہل کتاب میں سے عیسائیوں کو شکست ہوگئی ہے **مِّن بَعْدِ غَلَبِهِمْ** اور ان کے مغلوب ہونے کے بعد **سَيَغْلِبُونَ** عنقریب یہ لوگ غالب ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ نے **سَ** کا لفظ استعمال کیا **سَ** کے معنی کیا ہیں جلدی ہی اس کا کوئی تعین نہیں تھا کہ کتنی جلدی، کتنے سالوں بعد کتنے عرصے بعد ان کو فتح ہوگی ساتھ ہی اگلی آیت میں کہا

آیت نمبر 4. فِي بِضْعِ سِنِينَ ۗ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ
ترجمہ۔ اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور وہ دن وہ ہو گا جبکہ اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر مسلمان خوشیاں منائیں گے

فِي بِضْعِ سِنِينَ چند سالوں میں اور **بِضْعِ** گنتی میں اگر یہ لفظ استعمال کیا جائے **(ب ض ع)** کا تو اس کے معنی ہوتے ہیں 3 سے لے کر 9 سال اور بعض کہتے ہیں کہ 3 سے 10 - تو 3 سے لے کر 10 کے اندر اندر چند ہی سالوں میں پھر ہوگا کیا؟ **لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ ۚ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ** تو مسلمانوں کو اللہ تعالی یہ بات بتا رہے ہیں کہ چند ہی سال بعد پھر رومی غالب ہو جائیں گے یہ جو **فِي بِضْعِ سِنِينَ** ہے اس کو آپ **سَيَغْلِبُونَ** سے ملا کر پڑھیں **سَيَغْلِبُونَ** وہ غالب ہو جائیں گے کب؟ **فِي بِضْعِ سِنِينَ** چند ہی سالوں میں اب آپ دیکھئے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ آیتیں سنیں تو مکہ کے اطراف اور جہاں پہ مشرکین اکٹھے ہوتے تھے اور مذاق اڑاتے تھے آپ وہاں گئے بازار میں جا کر ان کے مجمعوں میں جا کر اعلان کیا کہ تمہارے خوش ہونے کا کوئی موقع نہیں ہے چند سالوں میں دیکھنا رومی ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اب آپ دیکھئے حضرت ابوبکر صدیق ایسے ہی نہیں صدیق بن گئے کتنا یقین تھا ان کو ایسے سخت حالات ہیں مسلمانوں کو مکہ میں پیٹا جا رہا ہے ظلم و ستم کی چکی میں پیس رہے ہیں اور معاشرتی طور پر ان کا قطع تعلق کیا جا رہا ہے ان کو نوکری سے نکالا جا رہا ہے ان کو برا بھلا کہا جا رہا ہے ان کو ملک بدر ہونے پر مجبور کیا جا رہا ہے پیچھے سورت العنکبوت میں آپ پڑھ ہی چکیں کہ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا کہ میرے بندوں میری زمین بڑی وسیع ہے اور زمانہ نزول بھی دونوں سورتوں کا قریبی ہی ہے اب ایسے حالات میں جب پیٹائی ہو رہی ہے اور اہل کتاب عیسائی شکست کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی تسلی کے لئے جب آیتوں کو نازل کرتے ہیں تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان آیتوں کو لے کر مکہ کی گلیوں میں پھیل جاتے ہیں اعلان کرتے ہیں کہ تمھیں خوش ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس دیکھنا **فِي بِضْعِ سِنِينَ** قرآن میں آگیا ہے **سَيَغْلِبُونَ** کہ رومی ایرانیوں پر غالب آ جائیں گے اب مشرکین مکہ میں سے ابی بن خلف اٹھتا ہے اور

کہتا ہے؟ کہ تم جھوٹ بولتے ہو ایسا نہیں ہو سکتا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے اور میں تو اس واقعہ پر شرط بھی لگانے کو تیار ہوں اگر 3 سال کے اندر رومی غالب نہ آئے تو 10 اونٹنیاں میں تمہیں دوں گا اگر وہ غالب آئے تو 10 اونٹنیاں تمہیں دینی پڑیں گی اور یہ کہہ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا کہ ایسے ایسے ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تو 3 سال کی مدت متعین نہیں کی تھی اور قرآن نے **بِضْعِ سِنِينَ** کا لفظ استعمال کیا ہے تو **بِضْعِ سِنِينَ** کے معنی تو ہوتے ہیں 3 سے لے کر 9 سال تک تم جاؤ اور جس سے یہ معاہدہ ہوا ہے اس سے کہہ دو کہ 10 اونٹنیوں کی بجائے میں 100 کی شرط عائد کرتا ہوں مگر مدت 3 سال کی بجائے 9 سال آپ کر لیں اور بعض روایات سے آتا ہے کہ 7 سال آپ نے مقرر کی بحرحال حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ گھبرائے نہیں، پریشان نہیں ہوئے کہ اب میں پھر جا کے کہوں کہ بھئی اب میری بات تھوڑی تبدیل ہو رہی ہے تو آپ کے حکم کی تعمیل کی اور ابی بن خلف بھی اس نئے معاہدے پر راضی ہو گیا اب کہتے ہیں ہجرت سے 5 سال پہلے یہ واقعہ پیش آیا اور پورے 7 سال ہونے پر اب کیا تھا کہ کفر کا جو سورج تھا وہ آہستہ آہستہ پھر غروب ہونے لگا تو جب غزوۂ بدر ہوئی 2 ہجری میں تو رومی ایرانیوں پر غالب آئے اور اس وقت تک ابی بن خلف مر چکا تھا تو کہتے ہیں کہ جب معاہدہ ہوا تھا تو ابی بن خلف کو اپنی بات پر اتنا یقین تھا اور مسلمان ایک ایک کر کے ہجرت بھی کر رہے تھے تو ابی بن خلف نے کہا کہ معاہدہ تو ہو گیا اور تم یہاں نا ہوئے تو پھر اونٹنیاں کون دے گا تو یہ طے ہو گیا تھا کہ اگر دونوں میں سے کوئی نا رہا تو ان کے قبیلے کے لوگ اونٹنیاں دیں گے اب جب ادھر سے مسلمانوں کو فتح ہوئی غزوۂ بدر میں اور وہی موقع تھا جب رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ہوئی اور جب فتح ہوئی تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چونکہ ابی بن خلف مر چکا تھا نے جا کر اس کے خاندان والوں سے کہا کہ اب معاہدہ پورا کرو اور چونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ شرط کے مطابق معاہدہ جیت چکے تھے اب ان کے خاندان کے لوگوں نے 100 اونٹنیاں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیں اور وہ اونٹنیاں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ تو حرام ہے اس کو صدقہ کر دو یہ کیوں فرمایا رسول اللہ ﷺ کیونکہ جب شرط لگائی گئی تھی اس وقت تک جواء کی آیتیں نازل نہیں ہوئی تھیں ،ابھی جوا حرام نہیں ہوا تھا شرط لگانا بھی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کہا تھا اونٹنیوں کی تعداد بڑھاؤ اور منع نہیں کیا تھا لیکن اب آپ نے کہا کہ ابو بکر یہ جو تمہیں اونٹ ملے ہیں ان کو صدقہ کر دو تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ کہتے ہیں شرطیہ بات بھی جوا کی ایک شکل ہے اور پھر یہ اسلام میں حرام ہو گئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کے مطابق وہ سارے اونٹ صدقہ کر دیئے آپ نے کوئی افسردگی کا اظہار نہیں کیا اور اسی طرح جیسے بعض اوقات بینک میں پیسے جمع کرواتے ہیں تو آپ تو کہتے ہیں ہمیں سود نہیں لینا لیکن پھر بھی کچھ پیسے ملتے ہیں وہ آپ کو ضرور دیتے ہیں (اب یہ بھی توہو سکتا تھا کہ جو اونٹ لئے گئے جب شرط لگانا حرام ہو گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ کافروں کے پاس ہی رہنے دیتے کہتے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نہ لو اس لئے کہ اب یہ حرام ہو چکا۔ نہیں آپ نے ان سے لے لئے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ بینکوں میں سے بھی جو سود ملتا ہے آپ نہیں لینا چاہتے تب بھی ان کے پاس نہ رہنے دیں کیونکہ اس پیسے کو بھی پھر وہ اسلام کے خلاف ہی استعمال کرتے ہیں تو ان سے لے کر آپ کسی بھی غریب کو دے دیں لیکن اس پر ثواب کی نیت نہ رکھیں لیکن ان کے پاس بھی نہیں رہنا چاہئے بے شک آپ کسی بھی جگہ پر جیسے کسی رفاۂ عامہ کے کاموں میں لگا دیں کوئی غریب ہے اور اس کو دے دیں لیکن آپ یہ نا سمجھیں کہ آپ نے کسی ثواب کی نیت سے انفاق کیا ہے تو گویا کہ وہ ایک ایسی چیز ہے جیسے کہ لئے اور پھر دے بھی

دیئے کفر کے ہاتھ مضبوط نہ ہوں۔ تو ایک بات ہمیں یہ پتہ چلتی ہے **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (90۔ سورت المائدہ) اے لوگو جو ایمان لائے ہو، یہ شراب اور جوا اور یہ آستانے اور پانسے، یہ سب گندے شیطانی کام ہیں، ان سے پرہیز کرو، امید ہے کہ تمہیں فلاح نصیب ہوگی۔ اور یہ جو شرط تھی یہ جوا جس کو حرام قرار دیا گیا کیسے یہ جوا ہوا ؟ کیونکہ دو طرفہ معاہدہ تھا لین دین اور ہار جیت کی جو شرط تھی یہ دونوں نے آپس میں مقرر کر لی جوا میں بھی یہی ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول کرنے سے منع کر دیا اللہ رب العزت کیا اعلان کرتے ہیں **سَيَغْلِبُونَ** عنقریب ان کو فتح ہوگی اور وہ غالب آ جائیں گے **فِي بِضْعِ سِنِينَ** چند ہی سالوں میں۔ **لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ** اللہ ہی کا اختیار ہے **الْأَمْرُ** کے معنی کیا ہیں اللہ ہی کی حکومت ہے اللہ ہی کا حکم ہے **مِن قَبْلُ** پہلے بھی عیسائیوں کو جب شکست ہوئی اور ایرانیوں کو فتح ہوگئی حالانکہ وہ آگ کی پوجا کرنے والے تھے تب بھی حکومت اللہ کی تھی تب بھی حکم اللہ ہی کا تھا اور **وَمِن بَعْدُ** اور اس کے بعد بھی یعنی ایرانی جب غالب آئے تو اس وجہ سے یہ نہیں کہ(نعوذ باللہ) اللہ کو شکست ہوگئی بلکہ کیا ہے کہ ہر حال میں حکومت تو اللہ ہی کی ہے پہلے جسے فتح نصیب ہوئی اسے اللہ ہی نے فتح دی اور بعد میں جو فتح پائے گا وہ بھی اللہ کے حکم سے پائے گا بعد میں جو رومیوں کو ایرانیوں پر فتح ملی **وَمِن بَعْدُ** سے مراد کون ہیں؟ رومی جو بعد میں فتح پائیں گے۔ تو اللہ کی خدائی میں کوئی اپنے زور سے غلبہ حاصل نہیں کرسکتا۔ جس کو وہ اٹھانا چاہتا ہے تو وہی اٹھتا ہے جسے وہ گرانا چاہتا ہے تو وہی گرتا ہے تو اصل بات کیا ہے کہ یہ جو 9 سال کی مدت کے اندر اندر بات ہونی تھی نا لیکن ساتویں سال ہی رومی ایرانیوں پر غالب آگئے تو اس سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی کیونکہ ایک طرف مسلمان غزوۂ بدر میں جیتے تھے دوسری طرح یہ اہل کتاب عیسائی بھی جیتے تھے تو یہ جو فتح تھی یہ قرآن کریم کی صداقت کی ایک دلیل تھی کیوں؟ عرب کی زمین کے قریب کے علاقے جو شام اور فلسطین ہیں جہاں پہ یہ اتنا بڑا واقعہ رونماں ہوا اور قرآن مجید میں اتنی دیر پہلے یہ پیشین گوئی کر دی گئی 7 سال پہلے جہاں پہ ظاہری طور پر دور دور کوئی ایسے حالات نظر نہیں آرہے تھے تو اس سے کیا بات پتہ چلتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رسالت (کہ آپ سچے رسول ہیں) پر بھی دلیل تھی یہ پیشین گوئی اور قرآن کی عظمت پر بھی یہ دلیل تھی کیونکہ قرآن میں پیشین گوئی کی گئی تھی۔ تو قرآن سچی کتاب ہے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ آگے پہنچی کیونکہ آپ کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا تو گویا کہ آپ سچے رسول ہیں **وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ** اور وہ دن ہوگا جب مؤمن خوش ہو رہے ہوں گے فرحت خوشی تو اُس دن مسلمان خوشیاں منائیں گے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ،حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت سفیان ثوری سعید رحمہ اللہ یہ سب کہتے ہیں کہ ایرانیوں پر رومیوں کی فتح اور جنگ بدر میں مشرکین پر مسلمانوں کی فتح کا زمانہ ایک ہی تھا اس لئے مسلمانوں کو دوہری خوشی ہوئی تو 624 کا جو وقت تھا یہی وہ سال ہے جب غزوۂ بدر بھی ہوا اور یہی وہ وقت تھا جب قیصر روم نے ایرانیوں کا جو سب سے بڑا آتش کدہ تھا اس کو تباہ کر دیا اس کو بالکل ہی نیست و نابود کر دیا سخت شکست دی ایرانیوں کو۔ تو کہتے ہیں کہ ہرقل نے دوبارہ سے رومیوں کو (عیسائیوں کو)جمع کیا اور اس نے کہا کہ نہ صرف میں نے پچھلی شکست کا بدلہ لینا ہے بلکہ میرے جو علاقے ہیں ان کو بھی میں نے واپس لینا ہے تو اس نے اپنے چھینے ہوئے علاقے بھی واپس لئے اور ان کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تو اس طرح قرآن کی یہ پیشین گوئی سچ ثابت ہوئی اور یہ جو فتح تھی یہ ہوئی کیوں۔

آیت نمبر 5. بِنَصْرِ اللَّهِ ۚ يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ

ترجمہ۔ اللّٰہ نصرت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے، اور وہ زبردست اور رحیم ہے

بِنَصْرِ اللَّهِ اللّٰہ کی مدد سے کیونکہ آیت نمبر 3 سے اس کا تعلق ہے **سَيَغْلِبُونَ** وہ غلبہ پائیں گے تو غلبہ کیوں ملا ؟ **بِنَصْرِ اللَّهِ** اللّٰہ کی مدد غزوۂ بدر میں ہو یا پھر رومیوں کو جو فتح ہوئی ایرانیوں پر۔ **يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اللّٰہ نصرت عطا کرتا ہے جس کو وہ چاہتا ہے وہ غالب ہے اور وہ رحیم ہے وہ زبردست ہے اور وہ رحم کرنے والا ہے تو یہاں پر بڑی ایک خاص بات سامنے آتی ہے آپ آیت نمبر 4 کو دیکھیں آیت نمبر 5 کو دیکھیں تو یہاں پر جو بات ہے جیسے **لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ** کیا بات پتہ چلی کہ کبھی کسی کو فتح ہوتی ہے کبھی کسی اور کو، کبھی کسی کو شکست ہوتی ہے کبھی کسی کو ہوتی ہے سورت اٰلِ عمران میں آپ یہ پڑھ چکیں **وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (149**۔ سورت آل عمران**)** کہ یہ دن ہم لوگوں کے درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔ کبھی کسی قوم پر اچھے دن آتے ہیں کبھی کسی قوم پر برے دن آتے ہیں تو اصل بات یہاں پر جو سمجھ میں آئی وہ کیا ہے؟ کہ اللّٰہ تعالی نے رومیوں پر کبھی ایرانیوں کو فتح دی تھی پھر ایرانیوں پر رومیوں کو فتح دی تھی اہل مکہ غالب نظر آ رہے تھے لیکن غزوۂ بدر میں جو یوم الفرقان کے نام سے مشہور ہے مسلمانوں کی ایک دھاک بیٹھ گئی اور اہل مکہ کے بڑے بڑے جو سردار تھے وہ بدر کے میدان میں ڈھیر ہو گئے اچھا اب یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عیسائی تو اللّٰہ کو ماننے والے تھے ان کو کیوں شکست ہوئی یعنی آج اگر آپ دنیا میں دیکھیں تو آج مسلمان ذلیل ہیں رسوا ہیں خوار ہیں جب وہ اللّٰہ کو ماننے والے ہیں ان کا عقیدہ صحیح ہے ،قرآن حق ہے، رسول حق اور ساری باتیں ٹھیک پھر مسلمانوں کو شکست کیوں ہوئی یا کیوں ہو رہی ہے کیوں مسلمان پٹ رہے ہیں کیوں ان کا خون پانی سے بھی زیادہ سستا ہے کیوں ان کی عزتیں لوٹی جاتی ہیں اس زمانے میں بھی یہ سوال پیدا ہو سکتا تھا اور آج بھی ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **لِلَّهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ** اور یہاں پہ یہ کہتے ہیں **يَنصُرُ مَن يَشَاءُ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اس کا دراصل مطلب یہ ہے کہ قوموں کے ساتھ جو اللّٰہ کا معاملہ ہے وہ کیا ہے؟ کہ غلبہ اس کو ملے گا، مدد اس کو ملے گی جسے اللّٰہ چاہے گا اور اللّٰہ کس کے لئے چاہے گا اور اللّٰہ کی چاہت حق اور عدل پر مبنی ہے جو قوم بھی محنت کرے گی خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ جو لوگ محنت کریں گے انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر تو وہ افراد اور وہ قومیں آگے بڑھیں گی، وہ ترقی کریں گی ان کو فتح ملے گی تو یہ ہے اللّٰہ کی مرضی پھر اللّٰہ تعالیٰ کیا کرتے ہیں کبھی اسلام والوں پر بھی کافروں کو فتح دیتے ہیں اس کی وجہ کیا ہوتی ہے ؟ اس لئے کہ اسلام والے کہنے کے لئے اسلام والے ہیں اب ان کے اندر اسلامی کردار نہیں ہے وہ دم خم نہیں ہے جو ایک مسلمان کے اندر ہوتا ہے۔ اور جب وہ دم خم ہوتا ہے تو غزوۂ بدر میں نہتے مسلمان کافروں پر غالب آگئے آپ نے خود 80 کی دہائی میں دیکھا کہ افغانی مسلمانوں نے پتھروں کے ساتھ انہوں نے جدید ٹیکنالوجی کا مقابلہ کیا اور تقریباً 10 سال روس کے ساتھ افغانیوں کی جنگ ہوئی ہے اور افغانی جیت گئے۔ روس اتنی بڑی طاقت اندر ہی اندر اس کی بہت سی ریاستیں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں وہ روس سے آزاد ہو گئیں لیکن جیتی ہوئی جنگ مسلمان ہار گئے جب کرسی کے لئے آپس میں ان کے مختلف گروہ، مختلف جو جماعتیں تھیں ان میں لڑائی شروع ہو گئی اور وہ جو کرسی کی جنگ تھی، اقتدار کی جنگ تھی، جو مال اور متاع کی جنگ تھی آپ دیکھ لیں کہ ایک بڑی طاقت کے بعد پھر دوسری بڑی طاقت۔ اسی طرح آپ عراق کو دیکھ لیں تو مسلمانوں کے حالات جو ایسے ہو رہے ہیں یا جب کبھی پیچھے تاریخ میں بھی ہوئے سقوط بغداد ہو یا سقوط ڈھاکہ ہو (میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا تو یہ مشہور کتاب ہے اور بہت سے اس کے عوامل ہیں) لیکن اصل بات کیا ہے؟ دنیا سے محبت لوگ اللّٰہ کو پیچھے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر جو لوگ بھی محنت کرتے ہیں اللّٰہ ان کو ترقی دیتا ہے اب آپ

دیکھئے کہ انفرادی طور پر مسلمانوں میں اچھا کردار ہے اجتماعی طور پر جب اچھا کردار نہیں ہے رہنما اچھے نہیں ہیں تو مسلمان پٹ رہے ہیں ہر جگہ اور یہ جو مغرب کی دنیا ہے اجتماعی طور پر ان کے نظام میں ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہے لیکن انفرادی طور پر ان کے پاس اچھے لوگ ہیں جو آگے آ رہے ہیں اور رہنمائی کر رہے ہیں اجتماعی طور پر ان کا خاندانی نظام آپ دیکھیں مسلمانوں کا اس کی نسبت بہتر ہے لیکن انفرادی طور پر اب مسلمانوں میں وہ رہنما نہیں ہیں جو ہماری اجتماعیت کو آگے لے کے چل سکیں اور رہنمائی کر سکیں تو یہاں پر قوموں کے عروج و زوال کا قانون بھی بتایا جا رہا ہے کہ قومیں کیسے بنتی ہیں اور کیسے بگڑتی ہیں **بِنَصْرِ اللَّهِ** اللہ کی مدد سے اور اللہ کی مدد کس کو ملتی ہے؟ **يَنصُرُ مَن يَشَاءُ** جس کو وہ چاہتا ہے اور اللہ کس کو چاہتا ہے جو محنت کرتا ہے **وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** وہ غالب ہے، اقتدار والا ہے اور وہ رحم کرنے والا ہے اس کا ہر ارادہ عدل اور رحمت پر مبنی ہے

آیت نمبر 6. وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

ترجمہ۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے، اللہ کبھی اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا، مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں

وَعْدَ اللَّهِ اللہ کا وعدہ۔ **وَعْدَ** کا لفظ مصدر ہے اور تاکید کے لئے آیا ہے یہ اللہ کا وعدہ ہے **وَعْدَ اللَّهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ** یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ اپنے کی وعدے کی کبھی خلاف ورزی نہیں کرتا **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** اور اکثر لوگوں کو یہ بات پتہ ہی نہیں ہے اکثر لوگ اس بات سے ناواقف ہیں ان کو اس بات کی سمجھ نہیں ہے کہ مسلمانوں کو بھی غلبہ ملے گا۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ عیسائی غالب آئیں گے **وَعْدَ اللَّهِ** یہ اللہ کا وعدہ ہے تو مصدر لانے سے تاکید کا مفہوم پیدا ہو گیا آپ دیکھیں پہلے **وَعْدَ اللَّهِ** کہا پھر **لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ** یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں تھی تاکید در تاکید کا مفہوم پیدا ہوا معنی کیا ہیں؟ اللہ اہل ایمان کی ضرور مدد کرے گا اور یہ وعدہ قطعی ہے اور اٹل ہے ظاہری اسباب محدود سہی ظاہری طور پر حالات مسدود سہی لیکن **ید اللہ** (اللہ کا ہاتھ) اللہ کی مدد آ کر رہے گی تو موجودہ حالات میں جو فلسطین کے حالات ہیں ہر آنکھ اشک بار ہے ہر دل خون کے آنسو رو رہا ہے تو افسردہ نہیں ہونا چاہئے غمزدہ نہیں ہونا چاہئے **لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا** اللہ ہمارے ساتھ ہے **إِن كُنتُم مُّؤْمِنِين** اگر تم ایمان لانے والے ہو، اگر تم اللہ پر بھروسہ کرنے والے ہو تو اب یہاں پر ایک طرف اللہ تعالیٰ تبصرہ کر رہے ہیں رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ پر دوسری طرف مکہ کے حالات پر اس واقع کو چسپاں کر کے، بٹھا کر مسلمانوں کی فتح اور غلبہ کی نوید سنا رہے ہیں **وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ** لیکن اکثر لوگوں کو علم نہیں ہے

آیت نمبر 7. يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ

ترجمہ۔ لوگ دُنیا کی زندگی کا بس ظاہری پہلو جانتے ہیں اور آخرت سے وہ خود ہی غافل ہیں

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وہ دنیا کی زندگی میں ظاہری جانتے ہیں وہ اوپر اوپر دیکھتے ہیں، دنیا کی زندگی کا صرف ظاہری پہلو ،ظاہری حالات دیکھتے ہیں باطن کی طرف ان کی نگاہ نہیں جاتی وہ دیکھتے ہی نہیں ہیں کہ دنیا کے بعد آخرت بھی ہونی ہے دنیا کے آگے نہیں سوچتے زندگی کے بعد موت کے بارے میں نہیں سوچتے **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ** اور وہ آخرت سے خود ہی غافل ہیں، آخرت کی ان کو فکر ہی نہیں ہے یہاں پر بہت خوبصورت اللہ تعالی نے دلیل دی ہے

کہ کیوں لوگ ایمان نہیں لارہے رسول پر اور آخرت پر اور ایک اللہ پر اور قرآن پر اس لئے کہ دنیا کی زندگی کے ظاہری پردے پر نگاہیں جما کر بیٹھ گئے ہیں دنیا کا حسن، دنیا کی رونقیں، دنیا کی دولت، دنیا کا مال و متاع دنیا کے اندر جو کچھ ہے بس انہوں نے اسی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے اور دنیا ہی ان کا اوڑھنااور بچھونا بن گئی ہے اور آخرت سے وہ غافل ہیں۔ اصل علم تو قرآن کا علم ہے لیکن آج یہاں کی دنیا کو اگر آپ دیکھیں تو انہوں نے دنیا کو کتنا (دریافت) کیا ہے کتنے زیادہ مواقع ہیں بچوں کے پاس جیسے پچھلے دن ایک ماں بڑی پریشان تھی کہ بچے نے پیسے بھی اتنے ضائع کیے اور semesters بھی ضائع کیے کبھی کہتا ہے ڈاکٹر بنوں گا کبھی کہتا ہے انجینئر بنوں گا کبھی کہتا ہے کمپیوٹر میں جاؤں گا اور پھر اپنے مضامین تبدیل کرتا ہے اور بہت سے لوگ آپ دیکھیں یہاں پہ کمپیوٹر پڑھنے کے بعد اپنا subject تبدیل کر لیتے ہیں پھر وہ بزنس میں چلے جاتے ہیں یا پھر ڈاکٹری میں یعنی زندگی اسی کے گرد گزار رہے ہیں اور ایک ایک علم نہیں کئی کئی علم کی ڈگریاں ان کے پاس ہیں ایسا نہیں ہے کہ اسلام اس سے منع کرتا ہے لیکن اگر کسی کے پاس **العلم** کی ڈگری نہیں ہے ،قرآن کی ڈگری نہیں ہے، قرآن کی سمجھ نہیں ہے تو ظاہر کے پیچھے ہی ہم بھاگ رہے ہیں، دھوپ کو پکڑنے کی کوشش کر رہے ہیں دھوپ تو کبھی ہاتھ میں نہیں آئے گی تو کیوں نہ سورج کو پکڑا جائے سورج کیا ہے؟ سورج اسلام ہے

ے مانگتے پھرتے ہیں اغیار سے مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلا دیئے سائے ہم نے

یہ ہے مسلمانوں کا حال میری ابھی پرسوں کسی سے ملاقات ہوئی تو انہوں نےبتایا جلدی امراض میں وہ کوئی کورس کر رہی ہیں اور ویسے انہوں نے ماسٹر کیا ہوا ہے صحافت میں اور بہت اچھا اس کا (مستقبل) ہے اور وہ top بھی کر رہی ہیں تو میں یہی بات سوچ رہی تھی کہ اس میں کوئی حرج تو نہیں ہے اور آپ دیکھیں کہ موجودہ دور میں ظاہری طور پر آپ کتنے خوبصورت لگتے ہیں بعض اوقات کوئی شخص اتنا خوبصورت ہوتا بھی نہیں لیکن تصویروں میں بہت پیارا لگتا ہے پچھلے دنوں ایک عورت نے بتایا کہ لڑکی کو جب دیکھا تو تصویر دیکھی اور رشتہ کر لیا کینیڈا سے امریکہ میں رشتہ آیا تھا تصویر دیکھی رشتہ کر لیا تو بعد میں جب لڑکی کو دیکھا تو لڑکی اتنی خوبصورت نہیں تھی لیکن جو ہمیں تصویر دکھائی گئی وہ بڑی خوبصورت تھی تو ہم نے تصویر پر یقین کر لیا ظاہری طور پر اسی طرح اب جلد کے لئے کتنے لوشن کتنے بیوٹی پارلر ہیں حتیٰ کہ آپ کو سمجھ ہی نہیں آتی آپ کیا کریں اور کیا نا کریں میں نے پچھلے دنوں اخبار میں ایک خبر پڑھی تو بڑی میں اداس ہوئی کہ ایک عورت 30 یا 40 سال کی تھی موٹی بہت تھی تو اس کو پتہ چلا کہ جسم میں سے چربی نکالی جا سکتی ہے اور جب اس نے اپنا آپریشن کروایا تو اسی میں اس کی موت ہو گئی اور باقاعدہ اس کا پورا بتایا ہوا تھا کہ کہاں کہاں اس کے کٹ لگائے گئے اور کٹ زیادہ لگ گئے یا اس ڈاکٹر سے کچھ غلطی ہوئی ہے یہ کینیڈا کا واقعہ تھا اس کے علاوہ امریکہ میں بھی ایک دفعہ ایساہوا تھا اور ایسے بہت سے واقعات ہوتے ہوں گے تو اب کیا کہ ظاہری طور پر ہم چاہتے ہیں ہم خوبصورت لگیں اور ہمیں یہ نہیں پتہ کہ اب اس کے بعد پھر کیا ہوگا تو حسن کو دیکھ لیں، دولت کو دیکھ لیں دولت جمع کرنے کے لئے ظاہری طور پر بے شک رشوت دینی پڑ جائے بے شک حرام لینا پڑ جائے چوری ڈاکہ کرنا پڑ جائے ظاہری طور پر لگتا ہے کہ خوش و خرم ہیں دل میں بے شک سکون نہیں ہے دنیا کے بعد آخرت میں کیا ہوگا اس کی کوئی فکر نہیں بس دنیا کے پیچھے انسان بھاگ رہا ہے جب میں نے ایم اے کیا عربی میں الحمد اللہ وہ فرسٹ ڈویژن کے ساتھ کیا تھا اور اس کے بعد ہمارا پبلک سروس کمیشن کا امتحان تھا اور میرا انٹرویو تھا جب میں انٹرویو میں گئی مجھے آج بھی یاد ہے کہ آٹھ دس اس طرح سے لوگ بیٹھے تھے جو

انٹرویو لے رہے تھے چہرے کا پردہ کیا ہوا تھا سب سوالوں کے جواب دیئے اور سب کے ماشاءاللّٰہ ٹھیک جواب دیئے فرسٹ ڈویژن بھی تھی جی سی گورنمنٹ کالج لاہور کا بہت سخت میرٹ ہوتا ہے تو ان کے جو پروفیسر تھے مجھ سے جو بھی وہ سوال پوچھتے تھے تو میں جواب دیتی گئی تو وہ کہنے لگے کہ (شاید وہ اس وقت جو بورڈ تھا اس کے پریزیڈنٹ تھے اس کے انچارج تھے) آپ چاہتی ہو کہ آپ کو (دو ہی سیٹیں تھیں) لیکچررشپ مل جائے تو میں نے کہا ظاہر ہے میں چاہتی ہوں تو کہنے لگے کہ ہم نے تمھیں پورے نمبر دیئے ہیں ہمارے پاس تو تم پاس ہو یہ جو انٹرویو ہے اس میں تم پاس ہو لیکن ہمارا کام بس یہاں پر رزلٹ بنانا ہے لیکن اوپرسفارش چاہئے اگرتم چاہتی ہو تم مجھ سے آ کر مل لو مجھے انہوں نے یہ الفاظ تک کہے کہ تم آؤ اور آ کر مجھ سے مل لو ورنہ تمہیں پھر یہ سیٹ نہیں مل سکتی اور واقعی کچھ دنوں بعد جو میری ہی کلاس کی سیکنڈ ڈویژن پاس لڑکی تھی اس کی بہت پہنچ تھی تو وہ لیکچرر شپ اسکو مل گئی اور ہماری تو لیکچرر شپ کی کوئی کال نہیں آئی تو کیا ہے کہ ظاہری طور پر میرٹ پر اگر ایک شخص پورا اترتا ہے اس کو نوکری نہ ملے اور جو میرٹ پر نہیں اترتا اس کو ملے تو آپ کو پھر افسوس ہوتا ہے اور آپ بعض اوقات پھر یہ سوچتے ہیں کہ میرے بھی کچھ ذرائع ہوتے کہ میں بھی ایسے ہی سیٹ حاصل کر لیتی تو پھر کیا چیز آپ کو روکتی ہے؟ کہ دنیا کی زندگی کچھ بھی نہیں ہے تو اصل کیا ہے کہ آخرت سے جب انسان غافل ہوتا ہے تو پھر وہ اور بہت سے راستے اختیار کرتا ہے تو دنیا کی زندگی میں انسان پر نشیب و فراز تو آتے ہیں لیکن ایمان ڈگمگانا نہیں چاہئے پریشان نہیں ہونا چاہئے

آیت نمبر 8. أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ

ترجمہ۔ کیا انہوں نے کبھی اپنے آپ میں غور و فکر نہیں کیا؟ اللّٰہ نے زمین اور آسمانوں کو اور اُن ساری چیزوں کو جو اُن کے درمیان ہیں برحق اور ایک مقرّر مدت ہی کے لئے پیدا کیا ہے مگر بہت سے لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم اب یہاں سے اللّٰہ تعالیٰ کائنات سے دلیل دے رہے ہیں کائنات سے اللّٰہ تعالیٰ نے دلیل کس لئے دی ہے ؟ کہ کائنات کو اللّٰہ نے بامقصد بنایا ہے تو انسان کو بھی بامقصد زندگی بسر کرنی چاہئے اور کائنات کا مقصد کیا ہے؟ کائنات کر کیا رہی ہے ؟ اللّٰہ کی بندگی کر رہی ہے تو انسان جو اشرف المخلوقات ہے اس کو بھی اللّٰہ کی بندگی کرنی چاہئے اللّٰہ تعالیٰ کہتے ہیں **أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم** کیا انہوں نے کبھی اپنے اوپر بھی غور و فکر نہیں کیا۔ بڑی خوبصورت دلیل دی ہے باہر نگاہ دوڑانے کی ضرورت نہیں ہے اگر وہ اپنے وجود پر نگاہ دوڑاتے تو اندر ہی دلائل کا ایک انبار ان کو مل جاتا ایک تو ہے کہ زمین کو دیکھو آسمان کو دیکھو زمین اور آسمان تو بعد کی بات ہے خود بس اپنے سر کو نیچے تو جھکاؤ اپنے وجود پر نگاہ تو دوڑاؤ

؎ اپنے من میں ڈوب کر پاجا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اب آپ دیکھیں یہ پانچ انگلیاں ہیں پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہیں اور ان انگلیوں کو آپ کبھی پیالہ بناتے ہیں آپ اس میں پانی پیتے ہیں کبھی اس کو پلیٹ بناتے ہیں اس پر کھانا رکھتے ہیں اور آپ اسے کھاتے ہیں اور یہ پانچوں انگلیاں جو اللّٰہ نے برابر پیدا نہیں کیں تو کیا ہے کہ اس میں بھی اللّٰہ تعالیٰ کی ایک حکمت ہے پانچوں انگلیاں اگر ایک جیسی ہوتی تو جو کام ہم کر لیتے ہیں جیسے دھاگے کو گرہ لگا لینا

یا کڑھائی کر لینا یا کوئی جیسے گرفت رکھنا کبھی ان سے ہم چمچ کا کام لیتے ہیں، کبھی پلیٹ کا، کبھی پیالے کا، کبھی ہم ان سے کسی چیز کو کوٹتے ہیں مختلف ہم کام لیتے ہیں تو اور کچھ نہیں ہاتھوں کی انگلیوں پر ہی غور کر لیں اب آپ دیکھیں اس کی جو لکیریں ہیں اگر ہر جگہ مکمل خلیےہوتے تو یہ لائنیں بھی نظر نہ آتی ہیں یہ پوریں نہ بنتیں پھر آپ دیکھیں یہ ناخن ہیں ایک ہی طرح کا ہم کھانا کھاتے ہیں زمین میں کسان ایک ہی بیج بوتا ایک ہی سورج ہے جو اس کو روشنی دیتا ہے ایک ہی پانی ہے جو اس کو ملتا ہے ایک طرح کی ہوا ہے جو چلتی ہے لیکن جو بیج نکلتے ہیں پھل میٹھے بھی ہوتے ہیں اور کھٹے بھی ہوتے ہیں، کڑوے بھی ہوتے ہیں، چھوٹے بھی ہوتے ہیں بڑے بھی ہوتے ہیں، سبز بھی ہوتے ہیں سرخ بھی ہوتے ہیں انگوروں کو دیکھیں اناروں کو دیکھیں تو اچھا ہم جو پھل یا جو کھانا کھاتے ہیں جو بھی کھا رہے ہیں لیکن اسی کھانے کو کھا کر کچھ ہمارا کھانا آنکھوں کو جا کے لگتا ہے تو آنکھیں بن جاتی ہیں کچھ ایسے خلئے بنتے ہیں جو آنکھوں کا کام کرتے ہیں کچھ دل میں جاتے ہیں کچھ ہاتھوں میں کچھ پاؤں میں کچھ سر میں کچھ ہڈیاں بن جاتے ہیں کچھ خون بن جاتے ہیں مختلف اور کچھ فضلات بن کر ضائع بھی ہو جاتا ہے تو کیا ہے ؟ **أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم** کیا یہ اپنے نفس پر ،اپنے وجود پر غور و فکر نہیں کرتے تو کیا کرنا چاہئے مجھے اور آپ کو اپنے اوپر غور و فکر کرنا چاہئے اللہ تعالی نے ایک گھر میں جو افراد پیدا کیے آپ دیکھیں ایک ہی والدین کی اولاد ہیں کتنی مختلف ہوتی ہے ایک سُست ہے ایک چُست ہے ایک بڑا ذہین ہے ایک بڑا کند ذہن ہے ایک بس بیٹھا ہوا ہے بیل کی طرح بس مل جائے گا جو قسمت میں ہے دوسرا دن رات نوکری کر رہا ہے ایک ہی والدین کی دو بیٹیاں ہیں ایک لمبے قد کی ہے ایک چھوٹے قد کی ہے یقین نہیں آتا دو بہنوں میں سے ایک کا سفید رنگ ہے ایک کا کالا رنگ ہے ایک باپ پر گئی ہے ایک ماں پر گئی ہے میں تو اکثر دیکھتی ہوں تو دیکھتی ہی رہ جاتی ہوں بڑا مجھے لطف آتا ہے بیٹھ کر غور کرنے میں تو اصل بات کیا ہے کہ غور و فکر جب انسان کرتا ہے تدبر کرتا ہے تو پھر اللہ کو پا لیتا ہے پھر آخرت کی تیاری کرتا ہے سوچتا ہے کہ اللہ نے یہ نظام جو اتنے منظم طریقے سے چل رہا ہے اللہ نے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا۔ کیا کہا **أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِم ۗ** کیا یہ اپنے اوپر غورو فکر نہیں کرتے **مَّا خَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ** جو کچھ پیدا کیا اللہ نے آسمانوں میں اور زمین میں **وَمَا بَيْنَهُمَا** اور جو ان دونوں کے درمیان اس کو نہیں پیدا کیا **إِلَّا بِالْحَقِّ** مگر حق کے ساتھ **وَأَجَلٍ مُّسَمًّى** اور ایک وقت مقرر کے لئے **وَأَجَلٍ** مدت ہے **مُّسَمًّى** مقرر ہے تو جو بھی اللہ نے یہ آسمان اور زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے اللہ تعالی نے اس کی ایک مدت مقرر کر دی ہے جیسے آپ دیکھیں کہ غور و فکر کرنا یہ مومنوں کی صفت ہے **وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (**191- سورت آل عمران) جو آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں (وہ بے اختیار بو ل اٹھتے ہیں) "پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے اس سے کہ عبث کام کرے پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ تو غور و فکر کرنے والے جہنم کی آگ سے بچنے کی فکر کرتے ہیں یہ بھی آپ پہلے قرآن میں پڑھ چکی ہیں تو اصل بات کیا ہے اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ اہل مکہ نشانیاں مانگتے ہیں، اہل مکہ معجزات کا مطالبہ کرتے ہیں ایمان لانے کے لئے ان کا اپنا وجود نشانی ہے آسمان اور زمین نشانی ہے اور جو کچھ اس کے درمیان ہے وہ نشانی ہے اور سارا کچھ اللہ نے حق کے ساتھ پیدا کیا ہے اور حق کے معنی کیا ہیں؟ کہ کائنات اللہ کی بندگی کر رہی ہے اس کا ایک خاص وقتِ مقررہ ہے سورج چاند ستارے اور کائنات کا ذرہ ذرہ اللہ کی جو حمد اور تسبیح بیان کر رہے پھر ایک وقت ایسا آئے گا کہ **الْقَارِعَةُ () مَا الْقَارِعَةُ ()**عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ (1,2- سورت القارعہ) پھر ایک وقت آئے گا **الْغَاشِيَةِ** چھا جانے والی ، پھر ایک وقت آئے گا **إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا (**1- سورت الزلزلہ) جب

زمین اپنی پوری شدت کے ساتھ ہلا ڈالی جائے گی (1) ،سب کچھ ختم ہو جائے گا اور پھر ہوگا کیا حساب کتاب **وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ لَكَافِرُونَ** مگر انسانوں میں زیادہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کے منکر ہیں۔ دیکھیں انسان کے وجود اور کائنات کی تخلیق سے اللہ تعالی نے آخرت پر دلیل دی ہے اور آخرت پر جو دلیل دی ہے وہ کیا ہے؟ کہ اللہ تعالی نے جو کچھ بھی بنایا ہے اگر اس کی ابتدا ہے تو اس کا انجام بھی ہے جب انجام ہوگا تو حساب کتاب ہو گا تو اے انسان تو سوچتا نہیں کہ تو بھی مرے گا اور اللہ کے پاس جائے گا تو اللہ کی ملاقات کا انکار کیوں کرتا ہے اللہ کی ملاقات کا انکار کا مطلب کیا ہے؟ کہ آخرت کی تیاری نہ کرنا، آخرت کی فکر نہ کرنا تو یہاں پر اللہ رب العزت بتا رہے ہیں یہ کون سے لوگ ہیں جو اللہ کی ملاقات کا انکار کرتے ہیں؟ **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا** جو دنیا کو ظاہری نظر سے دیکھتے ہیں آزمائشوں میں چیخ اٹھتے ہیں کہ اللہ تعالی تو نے مجھ پر کیوں یہ آزمائش ڈال دی ثابت قدم نہیں رہتے، صابر نہیں ہوتے، توکل نہیں کرتے تو کیا بات سامنے آتی ہے کہ دنیا جو ہے اس کو ہمیں اپنا مَطْمعِ نظر نہیں بنانا چاہئے۔ دنیا کے غم بھی ہمیشہ نہیں ہیں دنیا کی خوشیاں بھی ہمیشہ نہیں ہیں تو کرنا کیا چاہئے؟ غموں میں صبر خوشیوں میں شکر اور ہر حال میں اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جائیں میرے اور آپ کے سارے غم بدل جائیں گے عینک لگا لیں کونسی عینک جس میں صبر اور شکر ہو یعنی ایک عینک جس سے دنیا رنگین نظر آئے جس میں شکوے شکایتوں کی بجائے ہم کہیں کہ الحمداللہ بڑے اچھے حال میں ہوں میں بڑے اچھے دن ہیں میرے۔ میں اپنی ایک طالبعلم کو جانتی ہوں (اولاد نہیں ہے تو بھی میں اللہ کے فیصلوں پر راضی ہوں) نیویارک میں ہے ماشاءاللہ کبھی میں نے اس کو غمزدہ نہیں دیکھا بالکل میں آپ کو گواہی دیتی ہوں اب تک میرا ان سے رابطہ ہے ہمیشہ ہنستے مسکراتے اس سے زیادہ مسکرانے والا کسی کو نہیں دیکھا تو میں اکثر کبھی اس بات پر سوچتی بھی ہوں کہ اتنا بڑا ایک غم ہے اس کے پاس لیکن کبھی ذکر بھی نہیں کیا کبھی بھول کر بھی نہیں اس نے کہا کہ باجی مجھے اتنی بڑی پریشانی ہے۔ دن رات اللہ کی خدمت میں اس نے اپنے آپ کو وقف کیا ہوا ہے اللہ کے فیصلے پر صابر اور شاکر تو اللہ تعالی نے پانچوں انگلیاں ایک جیسی نہیں بنائیں انسان ایک جیسے نہیں بنائے اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ کسی کو دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا، کسی کو خوشیاں ہی خوشیاں، کسی کو غم ہی غم، کسی کو بیٹیاں ہی بیٹیاں، کسی کو بیٹیاں بھی نہیں دیتا، کسی کو بیٹے بیٹیاں ملا کر دیتا ہوں، کسی کو نوکری دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا یہ اللہ کی مرضی ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ اس سے ناراض ہے تو کیا کرنا چاہئے **الحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالْ** اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جانا چاہئے اللہ کی حمد اور تسبیح بیان کرنی چاہئے اللہ کی بندگی کرنی چاہئے یہ ہے سارا پیغام کہ اللہ کی ملاقات کی تیاری کریں افسوس کہ لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں پھر اللہ رب العزت تاریخ سے دلائل دیتے ہیں اور اہل مکہ کو کہتے ہیں کہ اپنے ملک کی تاریخ پر عرب کی تاریخ پر غور تو کرو

آیت نمبر 9۔ أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ

ترجمہ۔ اور کیا یہ لوگ کبھی زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں کہ اِنہیں اُن لوگوں کا انجام نظر آتا جو اِن سے پہلے گزر چکے ہیں؟ وہ اِن سے زیادہ طاقت رکھتے تھے، اُنہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا تھا اور اُسے زیادہ آباد کیا تھا اس سے جو اِنھوں نے آباد کیا۔ اُن کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے پھر اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہ تھا، مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں ہیں انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی **فَيَنظُرُوا** کہ پس وہ دیکھتے **كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ** کہ کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزر چکے ہیں کون سے لوگ ؟ قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین تو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے آخرت کا انکار کیا تھا یہ صرف اہل مکہ نے تھوڑی ہی کیا ہے پہلے قوم عاد، قوم ثمود، قوم مدین نے بھی آخرت کا انکار کیا تھا پوری پوری قومیں تھیں انہوں نے انکار کیا اور وہ تھے کیسے؟ **كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً** وہ ان سے زیادہ طاقتور تھے اللہ رب العزت بتا رہے ہیں وہ ان سے زیادہ زورآور تھے کیفیت بتا رہے ہیں کہ اِن کی قوت جو اہل مکہ اپنے آپ کو کہتے تھے کہ ہم بڑے قوی ہیں ہمارے پاس بڑا مال و اولاد ہے تو اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں ان کی کیفیت کیا تھی کہ زمین میں بڑے قوت والے تھے **أَشَدَّ** دیکھیں شدت بیان کرنے کے لئے ہے جوانی کی شدت بیان کرنے کے لئے بھی آتا ہے اسی طرح قوت، مضبوطی تو ان کا جسم بھی بڑا مضبوط تھا ڈیل ڈول والے تھے قوت طاقت ان کے پاس بہت تھی نمبر 1 **كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً** اور نمبر 2. **وَأَثَارُوا الْأَرْضَ** اور انہوں نے زمین کو خوب ادھیڑا **وَأَثَارُوا** **(ث و ر)** اس کے معنی ہوتے ہیں مٹی جو اڑتی ہے، پھیل جاتی ہے، منتشر ہو جاتی ہے اور پھر اس کا اطلاق زراعت کے لئے ہل چلانے پر بھی ہونے لگا بیل کو بھی ثور کہتے ہیں کیونکہ بیل کے ذریعے ہل جوتا جاتا ہے مٹی کو اوپر نیچے کیا جاتا ہے تو اب زمین کو ادھیڑنا اور زمین کو کھودنا تو اس کا مطلب کیا ہے؟ کہ جب زمین کو کھودا جائے گا تو زمین میں ہریالی ہوگی جب زمین کو کھودا جائے گا تو زمین میں پانی آئے گا۔ زمینیں اور فصلیں نہروں سے سیراب کی جائیں گی تو ہوگا کیا کہ زمین سونا اگلنے لگ جائے گی بہت ترقی ہوگی زراعت کے پیشے میں ، پھر اس سے کیا ہے معدنیات نکالنا جس میں مختلف جیسے پتیل نکالنا ہے یا کہیں ہیرے جواہرات کی کوئی کان مل گئی ہے کوئی خزانہ مل گیا ہے تو جو کچھ بھی ہے اس کے لئے زمین کو کھودنا تو پڑتا ہی ہے اور پھر کیا ہے کہ زمین کو کھود کر نیچے سے محل کی بنیاد رکھی جائے اور اوپر بڑے بڑے محل تعمیر کئے جائیں **وَأَثَارُوا الْأَرْضَ** اور ان نے زمین کو خوب اُدھیڑا خوب انہوں نے زراعت کی، خوب انہوں نے معدنیات نکالیں، خوب نہریں بنائیں **وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا** پھر نمبر 3۔ **عَمَرُوهَا** اور انہوں نے اس کو آباد کیا تھا **"ھا"** کی ضمیر زمین کے لئے آئی ہے اور انہوں نے زمین کو آباد کیا تھا **(ع م ر)** عمارت کے لئے بھی آتا ہے عمر کے لئے بھی آتا ہے یعنی اس کی اتنی عمر ہے یعنی اتنی دیر تک روح جسم کو آباد رکھے گی۔ یہ عمارت ہے تو اسی سے عمرہ ہے عمرے میں کیا ہوتا ہے؟ کہ عمرے میں آپ حرم کو آباد کرتے ہیں اللہ کی زمین کو آباد کرتے ہیں **وَعَمَرُوهَا** اور انہوں نے اس کو آباد کیا تھا یعنی قومِ عاد تھی، ثمود تھی، مدین تھی یا ملکہِ سبا کی قوم وہ بھی زراعت پیشہ تھی انہوں نے پل، بند ، آبپاشی کے ذریعے زراعت کے نظام کو بہترین بنایا تھا یا قومِ عاد تھی اور قوم ثمود تھی تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ **وَعَمَرُوهَا** اور انہوں نے آباد کیا تھا اس زمین کو **أَكْثَرَ** زیادہ آباد کیا تھا **مما** اس سے زیادہ اور کسی نے نہیں کیا تھا جتنا آباد انہوں نے کیا تھا **أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا** اس سے زیادہ کسی اور نے آباد نہیں کیا تھا تو یہ قومیں جو تھیں بڑی ترقی یافتہ تھیں دنیا میں انہوں نے تمدنی، تعمیری کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا بڑی تعمیری صلاحیتیں تھیں ان کے اندر لیکن ہوا کیا کہ دنیا میں ترقی کر بھی لی صنعت و حرفت میں ترقی کر بھی لی تمدن میں آگے بڑھ بھی گئے لیکن **وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ**ؕ پھر ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر آئے اب آپ دیکھ لیں کہ انبیاء کی آمد کا یہاں پر ذکر کیا جارہا ہے تو کیوں ذکر کیا جارہا ہے کہ انبیاء جب ان کے پاس آئے تو انہوں نے کیا کیا؟ **فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ** پس اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا اللہ ان پر ظلم کرنے والا نہیں تھا مگر وہ خود ہی اپنے اوپر ظلم کرنے والے تھے پھر انہوں نے اللہ کے جو پیغمبر تھے، اللہ کے جو رسول تھے، **بَيِّنَاتِ** جو کھلے کھلے

معجزات، دلائل، نشانیاں لے کر آئے تھے انہوں نے ان کا انکار کر دیا تو اہل مکہ کیا کر رہے تھے نشانیاں مانگ رہے تھے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے تو نشانی کیا تھی ؟ قرآن۔ **بَيِّنَہ** کیا تھا؟ رسول تو جب رسول اور قرآن آ گیا تو اہل مکہ نے اس کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ تم یہ جو پچھلی قومیں ہیں جو تباہ و برباد ہوئیں اللہ نے ان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا اللہ نے ان کے ساتھ زیادتی نہیں کی اللہ تو ہے ہی عدل کرنے والا پیچھے آپ پڑھ ہی چکیں **وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ** اللہ تو کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا لیکن جو زیادتی کرتا ہے اس کے لئے وہ عزیز ہے جو توبہ کر لے مسلمان ہو جائے اس کے لئے وہ رحیم ہے تو ان لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تو اب اللہ تعالیٰ بتا رہے ہیں کہ ان کے ظلم کی تفصیل کیا تھی

آیت نمبر 10. ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ
ترجمہ۔ آ خرکار جن لوگوں نے بُرائیاں کی تھیں ان کا انجام بہت برا ہوا، اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلایا تھا اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ پھر آخر کار ان لوگوں کا انجام ہوا کیا ؟ **أَسَاءُوا السُّوأَىٰ** انہوں نے برائیاں کیں بری ،اب آپ دیکھیں کہ **أَسَاءُوا** یہاں پر فعل استعمال ہوا ہے اور **أَسَاءُوا** کے معنی کیا ہیں ؟ کہ جنہوں نے برائی کی یہ جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے اور اس کے بعد **السُّوأَىٰ** یہ اسم ہے۔ ایک فعل استعمال ہوا ہے اور ایک اسم استعمال ہوا ہے تو **السُّوأَىٰ** یہ مؤنث استعمال ہوا ہے اور مطلب کیا ہے کہ انہوں نے بہت سی برائیاں کیں اب اتنا ہی کافی تھا کہ **أَسَاءُوا** انہوں نے برائیاں کیں لیکن **أَسَاءُوا السُّوأَىٰ** کہ انہوں نے بہت سی برائیاں کیں ایک برائی نہیں کی رسول کو جھٹلایا، اللہ کی نشانیوں کو جھٹلایا، جو بری باتیں تھیں جو برے کام تھے انہوں نے ان کا ساتھ دیا تو ظلم اور زیادتی کی آخری حد ہے **أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ** کہ انہوں نے اللہ کی آیات کو جھٹلا دیا **وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ** اور وہ ان کا مذاق اڑاتے تھے تو آپ دیکھیں کہ قوموں کو جو تباہ و برباد کیا گیا تو کیا باتیں سامنے آئیں نمبر 1- ظلم کرنا اور ظلم کیا تھا؟ کہ جب رسول ان کے پاس نشانیاں لے کر گئے تو انہوں نے ان کو جھٹلا دیا رسول کو نشانیوں کو، توحید کو عقائد کو سب باتوں کو۔ نمبر 2- **أَسَاءُوا السُّوأَىٰ** ہر طرح کی برائی اس کے اندر آ جاتی ہے ایک برائی نہیں کی بے شمار انہوں نے برائیاں کیں، بے شمار انہوں نے گناہ کیے، بے شمار انہوں نے اللہ کی نافرمانیاں کیں نمبر 3- **أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ** اللہ کی آیات وہ جھٹلاتے تھے نمبر 4- **وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ** اور وہ مذاق اڑایا کرتے تھے وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ تو اللہ تعالی نے اہل مکہ کو غور و فکر کی دعوت دی نمبر 1- اپنی ذات اپنے نفس پر **فِي أَنفُسِهِم** نمبر2- کائنات کی تخلیق پر نمبر 3- تاریخ کے دلائل تو غور و فکر کی دعوت دینے کا مطلب کیا ہے کہ وہ قومیں جنہوں نے اتنی ترقی کی تھی اب وہاں پہ کھنڈر ہیں اب وہاں پہ نشان عبرت ہیں(بحیرہ مردار)ہے۔ تو آج کے دور کے مسلمانوں کے لئے بھی ایک پیغام ہے کہ ہمیں اپنے عملوں کو بہترین کرنا چاہئے اپنے آپ کو سنوارنا چاہئے سرکشی میں حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہئے کیونکہ بداعمالیوں کی سزا بھی اتنی ہی بری ہوتی ہے جتنے اعمال برے ہوتے ہیں **أَسَاءُوا السُّوأَىٰ** اگر ہے تو پھر سزا بھی بڑی سخت ہوگی .